عدل

امامت

قیامت

انا مدینۃ العلم و علی بابہا

دینی باتیں

ڈاکٹر
ذاکر حسین فاروقی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمان اور رحیم ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ

اور جو لوگ اللہ کے سوا کسی دوسرے کو پکارتے ہیں ان کو برا بھلا نہ کہو کہ وہ بغیر سمجھے بے ادبی سے اللہ کو برا کہیں۔ ۶:۱۰۹

لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ

دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے۔ ۲:۲۵۷

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا
فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

اور اللہ کی اور اللہ کے رسول کی اطاعت کرو اور ڈرتے رہو پھر اگر تم رو گردان ہو گئے تو سمجھ لو کہ ہمارے رسول کے ذمہ صرف کھول کر صاف صاف پہنچا دینا ہے۔ ۵:۹۳

پس ہماری توقیع

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ

تم اپنے پروردگار کے راستے کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحتوں کے ساتھ (ان کو) بلاؤ اور ان سے اس طریقہ سے بحث کرو جو بہت ہی اچھا ہو۔

۱۶:۱۲۶

اور

ہمارا نصب العین

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

اور جنگل مار کر سب اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور پھوٹ نہ ڈالو ۳:۱۰۴

نوٹ:۔ بسملہ یعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سورہ توبہ کے علاوہ ہر سورہ کا جزو ہے لہٰذا آیات کا شمار بسملہ کو پہلی آیت مان کر کیا گیا ہے۔

ج

يَسْئَلُونَكَ عَنِ النَّبَاءِ الْعَظِيمِ

لوگ تم سے نبائِ عظیم کے متعلق سوال کرتے ہیں۔

(سورہ نبا پ۳۰)

ایک بابصیرت انسان کیلئے اسلام کے اوامر ونواہی اور مسلمان کا فعل و کردار اور رسم و رواج دو مختلف چیزیں ہیں برخلاف اس کے کور باطن و بے بصیرت حضرات اور اسلام دشمن عناصر نے عوام الناس کے سامنے ہمیشہ بے معرفت مسلمان کے فعل اور اسلام کے احکامات کو بالکل ایک کر کے پیش کیا ہے کوتاہ بین مغربی مستشرقین یا مغرب زدہ ناحق شناس مسلمانوں نے "اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے" کا نعرہ لگا کر اب تک عوام کو اسلام سے نابلد و ناآشنا رکھا ہے۔ مگر اب شعور انسانی بہت بیدار ہو چکا ہے۔ چنانچہ انسان مذہبی تعصب اور نسلی امتیاز اور قومی بے جا طرفداری سے کنارہ کش ہو کر میدان تحقیق میں نکل آیا ہے پس اب وہ اسلام کے عقائد اور اعمال کو عقل سے سمجھنے اور دیدۂ دل کی روشنی میں دیکھنے کا متمنی ہے۔

نیز یہ دور اپنے دین کا دوسرے ادیان عالم سے مقابلہ کرنے اور سمجھنے کا ہے۔ اس غرض کے پیش نظر مجلس المسلمین کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔

مجلس المسلمین کا نصب العین۔ محمدؐ و آلِ محمدؐ کے طریقہ سے حاصل کئے ہوئے اسلام کا تعارف کراتا ہے۔

مجلس کی مطبوعات سے مسلمانوں کا ایمان تازہ ہوگا۔ غیر مسلمین کی صحیح اسلام کی طرف رہنمائی ہوگی اور طالبان حق کو نور ہدایت حاصل ہوگا

شائع کردہ

بین الاقوامی

مجلس المسلمین

(۱۴۱۔ ایچ۔ رضویہ کالونی۔ کراچی ۱۸ (پاکستان)

(جاوید پریس کراچی)

دینی باتیں

حصّہ ہفتم

مُصنفہ

ذاکرہ حسین فاروقی (بی۔اے، پی ایچ ڈی)

ناشر

مجلس المسلمین

۱۴۔ایچ رضویہ کالونی۔ کراچی ۱۸

قیمت ۵۰ پیسہ

دینی باتیں

سلسلہ ۷

تصنیف : ذاکر حسین فاروقی (بی۔اے)

ناشر : مجلس المسلمین ۱۴۱ ایچ رضویہ کالونی کراچی ۱۸

کتابت : سید تہذیب حسین نقوی امروہوی

مطبع : ایجوکیشنل پریس کراچی

اشاعت اوّل : ایک ہزار

قیمت : ۵۰ پیسے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ

(اپنے پروردگار کے راستہ کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحتوں کے ساتھ ان کو بلاؤ اور ان سے اس طریقہ سے بحث کرو جو بہت ہی اچھا ہو)

سورۂ النحل آیت ۱۲۵

اللہ کا فرمان

رَبِّ زِدْنِی عِلْمًا

(اے پالنے والے میرے علم کو بڑھا)

سورہ طٰہٰ آیت ۱۱۴

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا۔ جو شخص کسی راہ میں علم حاصل کرنے جائے تو خدا اسے جنّت کی راہ دکھائے گا اور بیشک ملائکہ طالب العلم کیلئے اپنے پروں کو بچھاتے ہیں۔ اس سے راضی ہو کر اور یقیناً طالب العلم کیلئے استغفار کرتے ہیں اور وہ لوگ جو آسمان میں ہیں اور وہ لوگ جو زمین پر ہیں یہاں تک کہ دریا کی مچھلیاں بھی۔ اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی چودھویں شب میں چاند کی فضیلت تمام ستاروں پہ ہوتی ہے۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں یقیناً پسند کرتا ہوں کہ میرے اصحاب کے سروں پر کوڑے مارے جائیں تاکہ وہ دینی معلومات حاصل کریں۔

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ تم پر لازم ہے خدا سے ڈرو، حرام سے بچو، عبادت میں کوشش کرو۔ سچ بولا کرو۔ امانت ادا کرتے رہو، اخلاق اچھے رکھو، ہمسایہ سے اچھا سلوک کرو، اپنی جانب زبان کے بدلے اپنے کردار سے دعوت دو، سرتاپا زینت بنو، عیب نہ بنو، اور تم پر لازم ہے کہ رکوع و سجود میں طول دو کیونکہ جب تم میں سے کوئی شخص رکوع و سجود کو طول دیتا ہے تو ابلیس اس کے پس پشت ندا دیتا ہے کہ ہائے افسوس! اس نے خدا کی عبادت کی، میں نے نافرمانی کی اس نے سجدہ کیا اور میں نے انکار کیا۔

(اصول کافی باب الورع حدیث ۹)

ترتیب

تقریظ از حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد مصطفےٰ صاحب جوہر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علےٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

میں نے جناب فاضل محترم ڈاکٹر شیخ ذاکر حسین صاحب فاروقی پی ایچ ڈی کی تصنیف کردہ دینی کتابوں کے پانچوں حصّے سطر سطر پڑھی اور پوری توجہ سے پڑھی ان حصّوں میں دین و دنیا دونوں کی تعلیم کا وہ عمدہ امتزاج ہے جسے سچا اسلام چاہتا ہے۔ اس میں اصول بھی ہیں اور فروع بھی۔ اس میں پیغمبر اکرم اور آئمہ طاہرین کی سیرت بھی اور اس کے سایہ میں دنیوی ترقی کی راہیں بھی۔ تاریخ بھی اور جغرافیہ بھی۔ شخصی اخلاقیات بھی ہیں اور تمدنی اصول بھی۔ چھوٹوں کی تربیت بھی ہے اور بڑوں کی بھی۔ میرا ذاتی خیال ہے کہ یہ پورا سٹ کالج کے طلبا تک کے لئے مفید ہے۔ معلومات کا کافی ذخیرہ ہے۔ اس سٹ کو نہ صرف اسکول اور کالج بلکہ ہر مرد مومن کے گھر میں ہونا ضروری ہے۔ خداوند عالم ہر مومن

کو اس سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔

طلباء کی تعلیمِ دینی کے لئے اردو میں ایسا مکمل مجموعہ اب تک شائع نہیں ہوا تھا ہر دور کا اقتضاء جداگانہ ہوا کرتا ہے اس لئے اس دور کے اقتضاء پر یہ مجموعہ تیار کیا گیا ہے لہٰذا آج سے پہلے کی تصنیف میں اس سلسلہ کی مثال موجود نہیں ہے۔ خداوند عالم مصنف موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور دوسرے گریجویٹ حضرات کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔

۳۰ نومبر ۱۹۶۱ء

اِسلام

دنیا میں عزت کی زندگی اسی کو نصیب ہوتی ہے۔ جو اچھائی اور نیکی کی زندگی بسر کرتا ہے۔ اچھی، سچی اور نیک زندگی بسر کرنے کا راستہ "اسلام" ہے۔

"اِسلام" کے راستہ پر چلنے والے کو مسلمان کہتے ہیں۔

"اِسلام" کے معنی ہیں "اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دینا" اللہ کے بتائے ہوئے راستہ پر چلنا۔ اللہ کے بنائے ہوئے قاعدوں پر عمل کرنا۔

اچھا اور سچا مسلمان وہ ہے جو اللہ کے حکم کے مطابق زندگی بسر کرتا ہے۔ اللہ کے بتائے ہوئے طریقہ پر چلنے والے کی زندگی بہت پاک، صاف، ستھری اور کامیاب ہوتی ہے۔

اللہ اور اسلام کے قاعدوں پر عمل کرنے میں ہمارا اپنا

فائدہ ہے۔ ان پر عمل نہ کرنے میں خود ہمارا اپنا نقصان ہے۔ اِن قاعدوں پر عمل کرنے والوں کو علم، عزت، اور ترقی نصیب ہوتی ہے۔ جو لوگ ان قاعدوں پر نہیں چلتے اِن کی زندگی ذلت اور ناکامی میں بسر ہوتی ہے۔ "اِسْلام" کے معنی امن اور صلح و صفائی کے بھی ہیں۔

مسلمان اچھے اور شریف انسان ہوتے ہیں، وہ میل و محبت سے رہتے ہیں۔ کسی سے جھگڑا نہیں کرتے اور صُلح و صفائی کو پسند کرتے ہیں۔

صُلح، صفائی، امن، محبت، شرافت اور اللہ کے بتائے ہوئے قاعدوں کے مطابق زندگی بسر کرنے کا نام "اسلام" ہے۔

اسی لئے "اسلام" بڑا اچھا مذہب ہے۔

"اسلام" پر چلنے والوں کو دنیا میں **عزت** اور **آخرت** میں **نجات** ملتی ہے۔ اسی لئے ہر سچا، اچھا اور عقل مند آدمی اسلام کو پسند کرتا ہے۔

کلمہ

اسلام کی اچھی اور نیک برادری میں شامل ہونا بہت آسان ہے۔ بس جو آدمی یہ مان لے کہ:۔

۱۔ ہمارا پیدا کرنے والا، ہمارا پالنے والا، ہمیں روزی دینے والا اور ہمارا مالک **اللہ** ہے اور

۲۔ ہمارے مالک کے حکم ہمیں اس کے اچھے اور نیک بندے نبی مکرم حضرت **محمد** ﷺ نے پہنچائے ہیں۔

اِن باتوں کا اقرار کرنا اسلام کی برادری میں شریک ہونے کے لئے ضروری ہے یہ اقرار عربی زبان میں کیا جاتا ہے۔ عربی زبان میں اس اقرار کرنے کو کلمہ پڑھنا کہتے ہیں۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ — اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ   حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں

ہمیں اسلام کی سچی راہ پہ قائم رکھنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے جو امام مقرر کئے ہیں اُن کی کل تعداد بارہ ۱۲ ہے اول اُن کے حضرت علیؑ ہیں۔

اِن آئمۃ کی امامت کا اقرار ایمان کہلاتا ہے ان کی امامت ہمارا جزو ایمان ہے لہٰذا ہم کلمہ میں عَلِیٌّ وَّلِیُّ اللہِ یعنی علیؑ اللہ کے ولی ہیں۔ بھی شامل کرتے ہیں۔

روزانہ صبح اُٹھ کر اور رات کو سوتے وقت کلمہ پڑھنا بڑی اچھی عادت ہے۔

اس سے ہمارا ایمان تازہ ہوتا ہے اور ہمارے کاموں میں برکت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور ہمارے دل میں اسلام کی محبت بڑھتی ہے۔

مُسَلمانْ

اسلام کے ماننے والوں کو مسلمان کہتے ہیں۔

ساری دنیا میں دو ارب کے لگ بھگ آدمی رہتے ہیں
ں میں سے ساٹھ کروڑ مسلمان ہیں، مسلمانوں کی بیشتر آبادی
ڈونیشیا اور ملایا سے لے کر ہندوستان، پاکستان، افغانستان
ان، عراق، شام، عرب، ترکی، مصر، الجزائر، ٹیونس اور مراقش
کے علاقہ میں ہے۔ اس کے علاوہ چین اور روس میں
کافی مسلمان بستے ہیں۔

برِّاعظم افریقہ کے مشرقی علاقہ میں بھی مسلمانوں کی آبادی
کافی ہے اور ہی صد ۵ کے قریب جنوبی حصہ میں بھی موجود
جزائر غرب الہند اور جنوبی امریکہ کے شمال میں کافی تعداد
سلمان آباد ہیں۔ پھر کینیڈا، ریاست ہائے متحدہ امریکہ، برطانیہ
وروپ کے مختلف ممالک میں مسلمانوں کی چھوٹی چھوٹی جماعتیں

ہیں، آسٹریلیا میں بھی بعض مقامات پر کچھ مسلمان آباد ہیں۔

سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اس لئے دنیا بھر میں ہمارے ساٹھ کروڑ بھائی رہتے ہیں۔

اسلام ذات پات اور اونچ نیچ کو نہیں مانتا وہ بتلاتا ہے کہ سب انسان گورے ہوں یا کالے، امیر ہوں یا غریب اللہ کے پیدا کئے ہوئے ہیں اس لئے آپس میں برابر ہیں۔

انسانوں کی برابری اور ان کا بھائی چارہ اسلام کا ایک بڑا اُصول ہے۔

مسلمان اپنے پیدا کرنے والے سے بڑی محبّت رکھتے ہیں، وہ اللہ ہی کے لئے جیتے ہیں اور اللہ ہی کی راہ میں مرنا چاہتے ہیں۔

مسلمان بڑے اچھّے اور شریف ہوتے ہیں وہ پاک صاف رہتے ہیں۔ اپنے پڑوسیوں اور رشتہ داروں سے محبّت کرتے ہیں۔ بڑوں کا ادب کرتے ہیں۔ غریبوں اور کمزوروں کی مدد کرتے ہیں۔ ہر آدمی کی خدمت کرتے ہیں۔ نہ کسی سے لڑتے جھگڑتے ہیں اور نہ کسی سے نفرت کرتے ہیں لیکن بُرے آدمیوں سے پرہیز کرتے ہیں۔

مُسلمان ہمیشہ سچ بولتے ہیں، ایمانداری سے کام لیتے ہیں۔ بُری اور گندی باتوں سے بچتے ہیں۔ اچھّے اچھّے کام کرتے ہیں۔ کسی کی برائی نہیں کرتے اور کسی کو نقصان نہیں پہنچاتے۔

"اللہ سے محبت اور اللہ کے پیدا کئے ہوئے انسانوں سے محبّت"۔ یہ ہے اسلام کی تعلیم اور یہی مسلمانوں کا ایمان ہے۔

تاہم وہ حضرات جو اس قسم کے اعمال جن کا اُوپر تذکرہ کیا گیا ہے انہیں بجا نہیں لاتے اور نہ مذکورہ بالا صفات سے متصف ہوتے ہیں وہ اپنے مسلمان ہونے کا دعویٰ کر سکتے ہیں اور لوگ ان کو مسلمان کہہ کر پُکار بھی سکتے ہیں لیکن حقیقت امر یہ ہے کہ وہ حقیقی مسلمان نہیں ہیں اور اسی بنا پر وہ انعام اور جزاء الٰہی کے مستحق نہیں بنتے۔

اَللّٰہ

یہ نیلا نیلا آسمان، یہ ہری بھری زمین، یہ اونچی اونچی پہاڑیاں، یہ بل کھاتی ہوئی ندیاں، یہ چمکتا ہوا سورج، یہ دمکتا ہوا چاند، یہ مسکراتے ہوئے ستارے، یہ لہلہاتا ہوا سبزہ اور یہ مہکتے ہوئے پھول ... ان سب کا پیدا کرنے والا کون ہے؟

اِن سب چیزوں کا پیدا کرنے والا "اللّٰہ" ہے۔

ہمارا پیدا کرنے والا بھی اللّٰہ ہی ہے۔

اللّٰہ: ہمارا پیدا کرنے والا، ہمیں روزی اور زندگی دینے والا اور ہمارا مالک ہے۔

اللّٰہ: ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

اللّٰہ: ہر جگہ موجود ہے اور سب کچھ دیکھتا اور سُنتا ہے۔

اللّٰہ: کے جسم نہیں، یعنی نہ ہاتھ، نہ پیر، نہ ناک، نہ آنکھ، نہ کان ہے اور نہ وہ مکان کا محتاج ہے۔

اللہ : کے نہ بیوی نہ بچے نہ بھائی نہ بہن نہ رشتہ دار

اللہ : اپنے بندوں سے بہت محبت کرتا ہے۔

اللہ : پورے پورے انصاف سے کام لیتا ہے۔

اللہ : ہمارے دلوں میں چھپی ہوئی باتیں بھی جانتا ہے۔

اللہ : ہر طرح کی طاقت اور قدرت رکھتا ہے۔

اللہ : کسی کا محتاج نہیں ہے۔

اللہ : ہماری ہر مشکل دور کرتا ہے۔

اللہ : ہماری ہر حاجت پوری کرتا ہے۔

اللہ : ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔

اللہ : کی محبت ہی اصل ایمان ہے، ہر سچا مسلمان اللہ کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہے۔

ہمارا پالنے والا

اللہ نے زمین پیدا کی جس پر ہم رہتے، چلتے، پھرتے ہیں۔

اللہ نے سورج کو پیدا کیا جس سے ہمیں گرمی ملتی ہے، سورج نہ ہوتا تو ہم ٹھٹھر کر مر جاتے۔

اللہ نے چاند کو پیدا کیا جو اندھیری راتوں میں اُجالا کرتا ہے۔

اللہ نے دن پیدا کیا جس میں ہم ہر کام کرتے ہیں۔

اللہ نے رات پیدا کی جس میں ہم آرام کرتے ہیں۔

اللہ نے ہوا پیدا کی جس سے ہم سانس لیتے ہیں۔

اللہ نے پانی پیدا کیا جس سے ہماری پیاس دور ہوتی ہے۔

اللہ نے اناج پیدا کیا جس سے ہم زندہ رہتے ہیں

اللہ نے پھل پیدا کئے جن سے ہماری صحت اچھی رہتی ہے۔

اللہ نے جانور پیدا کئے جن کا ہم گوشت کھاتے اور دودھ پیتے ہیں۔

اللہ نے روئی پیدا کی جس سے ہمارے کپڑے تیار ہوتے ہیں۔
اللہ نے مٹّی اور پتھر پیدا کئے جن سے ہم مکان بناتے ہیں۔
اللہ ہم پر بڑا مہربان ہے اس نے ہماری ضرورت کی ہر چیز پیدا
کی ہے، کھانا، پانی، ہوا، مکان، کپڑا غرض ہر چیز ہمیں
اللہ ہی سے ملتی ہے۔

اللہ ہم پر بڑا مہربان ہے، اسی لئے اُسے "رحمٰن" کہتے ہیں۔
اللہ بڑا رحم والا ہے اسی لئے اسے "رحیم" کہتے ہیں۔
اللہ نے ہماری پرورش کا پورا بندوبست کیا ہے اسی لئے اسے
"رب" کہتے ہیں۔
اللہ۔ رحمٰن۔ رحیم۔ ربّ۔ خدا۔ سب اسی پیدا کرنے والے
کے نام ہیں جس نے ہمیں اور ساری دنیا کو پیدا کیا ہے۔

قادر

اللہ جو چاہے کرسکتا ہے اسی لئے اسے قادر کہتے ہیں۔ قادر کے معنی ہیں قدرت والا۔ ساری قدرت اور طاقت بس اللہ ہی کے لئے ہے۔

اللہ نے زمین بنائی جس پر ہم رہتے ہیں۔ یہ ہماری دنیا ایک نارنگی کی شکل کی ہے۔ یہ گردش کرتی ہے۔ اس کی گردش دو طرح کی ہے۔ ایک تو یہ کہ یہ اپنے محور پر گھومتی ہے جس سے دن اور رات بنتے ہیں۔ یعنی دنیا کا جو حصّہ سورج کے سامنے آجاتا ہے اس میں دن ہوتا ہے اور باقی حصّے میں رات ہوتی ہے۔ دوسرے یہ سورج کے گرد گھومتی ہے جس سے موسم بنتے ہیں۔

اللہ نے سورج بنایا، سورج کا قطر ہماری دنیا کے قطر کا ۱۰۸ گنا ہے اور وزن کے لحاظ سے سورج ہماری زمین سے ۳ لا

۳۲ہزار گنا بڑا ہے لیکن ہم سے اتنی دور ہے کہ ایک گیند کے برابر دکھائی دیتا ہے۔ سورج اپنے محور پر متحرک نہیں ہے۔ لیکن اپنے پورے نظام کو لے کر کسی سمت کو جا رہا ہے۔

اللہ نے چاند بنایا یہ ہماری زمین سے بہت چھوٹا ہے اور اس کے گرد گھومتا رہتا ہے۔

اللہ نے جہاں چاند، سورج اور زمین کو پیدا کیا وہیں ننھی منّی چیزیں بھی بنائیں۔ یہ چیونٹی بھی تو اللہ ہی کی پیدا کی ہوئی ہے۔ اتنی ننھی سی جان لیکن اس میں ہاتھ بھی ہیں اور پیر بھی۔ منہ بھی ہے اور آنکھیں بھی اور پیٹ بھی ہے۔ اتنی چھوٹی سی چیونٹی میں اللہ نے کتنی چیزیں بنا دی ہیں۔

اللہ نے زمین پر ہزاروں قسم کے جاندار اور سمندر میں ہزار ہا قسم کی مچھلیاں پیدا کی ہیں اور پھر ان سب کو وہی زندہ رکھتا ہے، وہی مارتا ہے وہی روزی دیتا ہے اور یہ سب اسی کے مقرر کئے ہوئے قاعدوں پر چلتے ہیں۔

اللہ نے بس ارادہ کیا کہ یہ سب چیزیں پیدا کر دے اور سب

چیزیں وجود میں آگئیں۔ وہ جو کچھ ارادہ کرتا ہے وہی ہو جاتا ہے۔
اللہ کے لئے کوئی کام مشکل نہیں، وہ ہر کام کر سکتا ہے، ہر مشکل اس
کے لئے آسان ہے۔ ہماری ہر مشکل کو بھی وہ آسان کر سکتا ہے۔
ہمیں جس کام میں مشکل پڑے اس کے لئے ہمیں اللہ سے
کہنا چاہیئے۔ اس سے مدد مانگنا چاہیئے۔ وہ ضرور ہماری
مدد کرے گا اور ہماری مشکل حل کر دے گا۔
اللہ سے مدد مانگنے کو "دعا" کرنا کہتے ہیں۔
اپنے ہر کام میں اللہ سے دُعا کرتے رہنا چاہیئے۔ کیونکہ
اللہ کی مدد سے ہر کام پورا ہو سکتا ہے۔

رَازِق

ہمیں کھانا کون دیتا ہے۔ یہ بریانی، قورمہ، قیمہ، پراٹھے، فیرنی اور طرح طرح کی مٹھائیاں ہمیں کون کھلاتا ہے؟

ابّا اور امّی!

ابّا اور امّی کے پاس یہ چیزیں کہاں سے آجاتی ہیں؟

ابّا روپیہ لاتے ہیں اور اسی سے یہ چیزیں خریدی جاتی ہیں

ابّا کو یہ روپیہ کہاں سے ملتا ہے؟ ان کے جسم میں روپیہ کمانے کی طاقت کس نے دی؟ ان کو یہ روزگار کس نے دلایا؟

اللہ نے

روزی دینے والا اللہ ہے، اس کے سوا روزی دینے والا کوئی نہیں اللہ روزی دینا چاہے تو کوئی اسے روک نہیں سکتا اور اللہ روزی بند کردے تو دنیا کی کوئی طاقت دے نہیں سکتی۔

ہمیں ہمارا رِزق، ہمارا کھانا پینا اللہ سے اور صرف اللہ سے ملتا ہے،

اللہ جسے جتنا رزق دینا چاہتا ہے بس اتنا ہی اسے نصیب ہوتا ہے۔

ہم روزی کے لئے محنت کرتے ہیں لیکن اس محنت کا پھل دینے والا اللہ ہی ہے۔

اللہ نے کسی آدمی کو رزق اور روزی کے لئے کسی دوسرے آدمی کا محتاج نہیں بنایا ہے سب کی روزی اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

اپنی روزی میں برکت کے لئے ہمیشہ اللہ سے دُعا کرتے رہنا چاہئے۔

اللہ بڑی برکت دینے والا ہے دُعا سے روزی کے بند در کھل جاتے ہیں اور اللہ خوب رزق دیتا ہے۔

اللہ رزق دیتا ہے اسی لئے اسے "رازق" کہتے ہیں۔

جو آدمی یہ سمجھے کہ اُسے اللہ کے سوا کوئی دوسرا رزق دیتا ہے۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔

سچا مسلمان اللہ ہی کو رازق مانتا ہے اس لئے وہ روزی کے لئے اپنی عزت نہیں گنواتا، وہ اپنی آزادی اور عزت قائم رکھتا ہے۔

توحید

دنیا میں طرح طرح کے آدمی ہیں۔ گورے بھی ہیں کالے بھی امیر بھی ہیں، غریب بھی، عالم بھی ہیں اور جاہل بھی۔ تاجر بھی ہیں اور نوکری پیشہ بھی۔

دنیا میں بہت سے ملک ہیں روس، چین، امریکہ، برطانیہ، پاکستان ہندوستان، عرب، عراق، ایران وغیرہ۔ یہ سب آزاد ملک ہیں ان میں الگ الگ بولیاں بولی جاتی ہیں جیسے روسی، چینی، انگریزی، اردو ہندی، گجراتی، عربی اور فارسی وغیرہ۔

اِن ملکوں میں رہنے والے لوگوں کے رنگ بھی الگ الگ ہوتے ہیں کوئی گورا ہے۔ کوئی کالا ہے۔ کوئی پیلا ہے اور کوئی گندمی۔

ان سب لوگوں کے کھانے بھی الگ۔ لباس بھی الگ۔ رہن سہن کے طریقے بھی الگ۔

توکیا واقعی یہ سب آدمی الگ الگ ہیں ان میں آپس کا کوئی

ناتہ نہیں۔

نہیں! سب انسان ایک ہیں۔ سب کو ایک اللہ نے پیدا کیا ہے سب ایک خالق کے پیدا کیئے ہوئے ہیں۔ ایک مالک کے غلام ہیں اس لئے سب انسان ایک ہیں۔ ایک دوسرے کے برابر ہیں۔ ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ نہ کوئی بڑا۔ نہ کوئی چھوٹا۔ نہ کوئی اونچا۔ نہ کوئی نیچا سب ایک۔ سب بھائی۔

جو لوگ اللہ کو ایک مانتے ہیں وہ سب انسانوں کو بھی ایک اور ایک دوسرے کا بھائی مانتے ہیں۔

اللہ کو ایک ماننے سے سب انسانوں میں بھائی چارہ پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے کہ جب سب کا پیدا کرنے والا ایک ہے تو پھر انسانوں میں فرق اور امتیاز کیوں؟

اللہ کو ایک ماننے سے آپس کا ہر فرق۔ رنگ کا فرق۔ زبان کا فرق۔ نسل کا فرق۔ ملک کا فرق مٹ جاتا ہے۔ اور سارے انسانوں میں باہمی میل جول اور محبت بڑھتی ہے۔ اللہ کو ایک ماننا "توحید" کہلاتا ہے۔

"توحید ہی اسلام" کی جان ہے۔ اللہ کو ایک ماننا، اس کے کاموں میں کسی دوسرے کو شریک نہ ماننا ہی اصل اسلام ہے۔

اللہ کو ایک ماننے کے ساتھ اسے عادل ماننا بھی ضروری ہے۔

اللہ ظلم نہیں کرتا وہ انصاف سے کام لیتا ہے۔ عدل اس کی ایک بڑی اہم صفت ہے جس پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔

اللہ کی یاد

اللہ ہمارے ماں باپ سے زیادہ ہم سے محبت کرتا ہے، ہمیں کھانا، کپڑا اور مکان دیتا ہے، ہمیں علم، عقل اور عزت دیتا ہے، ہمیں پالتا پوستا اور پروان چڑھاتا ہے۔ ہماری دعائیں سنتا ہے ہماری ہر مشکل آسان کرتا ہے، ایسے اچھے مالک کو یاد رکھنا اور اس کے ہر احسان پر اس کا شکر ادا کرنا ہمارا فرض ہے۔

ہم مسلمان ہر وقت اللہ کو یاد کرنا اپنا ایمان جانتے ہیں۔

اللہ کی یاد سے ہمارا دل پاک رہتا ہے اللہ ہمارے ہر کام میں برکت دیتا ہے اور اس میں خود ہمارا ہی فائدہ ہوتا ہے۔

اپنی روزمرہ کی بات چیت میں اللہ کو یاد رکھنے کے لئے مندرجہ ذیل جملے یاد کر لیجیے۔

۱۔ جب کوئی کام شروع کیجیے تو کہیے: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط۔

ترجمہ:۔ شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور رحیم ہے

۲۔ جب کوئی اچھی بات سنیے یا کوئی اچھی چیز دیکھیے تو کہئے: سُبْحَانَ اللّٰہُ (پاک ہے اللہ)

۳۔ جب کوئی اچھی چیز کھایئے، پہنئے یا پایئے تو کہئے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ (ساری تعریف اللہ کے لئے ہے)

۴۔ جب مجبوراً کوئی بُرا کام کر بیٹھئے یا کوئی گناہ یاد آئے تو کہئے۔ (اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ (اللہ معاف کرے)

۵۔ جب کوئی گندی یا بُری چیز سنئے یا دیکھئے تو کہئے الَاحَوْلَ وَ لَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ (اللہ کے سوا اور کوئی طاقت والا نہیں)

۶۔ جب کوئی اچھی خبر کسی کو سنایئے تو کہئے: مَاشَاءَ اللّٰہ (اللہ کے چاہنے سے)

۷۔ جب کسی بات کا وعدہ کیجئے یا کسی کام کا ارادہ کیجئے تو کہئے۔ اِنْشَاءَاللّٰہ (اگر اللہ نے چاہا)

۸۔ جب کسی سے رخصت ہو جئے تو کہئے: فِیْ اَمَانِ اللّٰہ (اللہ کی پناہ میں دیا۔)

۹۔ جب کسی کے مرنے کی خبر سنئے تو کہئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

(ہم اللہ کے لئے ہیں اور اللہ ہی کی طرف پلٹ جانے والے ہیں)

اِن جملوں کو استعمال کرنے سے اللہ خوش ہوتا ہے۔ خود اپنا دل پاک رہتا ہے۔ ثواب ملتا ہے۔ ہر کام میں برکت ہوتی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم اللہ کے چاہنے والے اچھّے اور سچّے مسلمان ہیں۔

اللہ کا ڈر

سچے مسلمان ہمیشہ اللہ سے محبت بھی کرتے ہیں اور اللہ سے ڈرتے بھی ہیں۔ اللہ سے ڈرنے کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ گناہ نہیں کرتے۔ اللہ کے کسی حکم کے خلاف عمل نہیں کرتے۔ اللہ کے بتلائے ہوئے راستہ پر چلتے رہتے ہیں اس سے خود ان کی زندگی سدھر جاتی ہے اور وہ خوب پھلتے پھولتے ہیں اللہ سے ڈرنے میں بھی ہمارا فائدہ ہی فائدہ ہے۔

جو لوگ اللہ سے نہیں ڈرتے وہ طرح طرح کے گناہ کرتے ہیں گندی اور گھناؤنی زندگی بسر کرتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں دنیا میں بے عزت ہو کر رہتے ہیں۔ اللہ سے ڈرنے والے چونکہ نیکی کی زندگی بسر کرتے ہیں اس لئے ان کی عزت کی جاتی ہے۔

اگر کبھی ہم سے بھول چوک میں اللہ کی نافرمانی ہو جائے تو ہمیں فوراً اللہ سے اپنی خطا کی معافی مانگ لینا چاہئے، اللہ بڑا معاف کرنے والا اور اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے جو کوئی اس سے اپنے گناہ کی

معافی مانگتا ہے۔ اللہ اسے معاف کر دیتا ہے۔

اللہ سے اپنی بھول چوک کی معافی مانگنا اور گناہ نہ کرنے کا وعدہ کرنا "توبہ" کہلاتا ہے، ہر سچّا مسلمان ہمیشہ توبہ کرتا رہتا ہے توبہ کرنے والوں کے گناہوں کو اللہ معاف کر دیتا ہے اور ایسے لوگوں سے اللہ ہمیشہ خوش رہتا ہے جو اس سے اپنی خطاؤں کی معافی مانگتے رہتے ہیں۔

جو لوگ توبہ نہیں کرتے ان سے اللہ ناراض رہتا ہے۔

ایسے لوگوں کو اللہ کی جانب سے سخت سزا ملتی ہے۔

اپنے ماں، باپ، دوستوں اور رشتہ داروں کے گناہوں کی معافی کے لئے بھی ہمیشہ اللہ سے دُعا کرتے رہنا چاہیئے۔

اللہ کے سارے نیک بندے ہمیشہ اللہ سے ڈرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہتے ہیں۔

روزانہ صبح اٹھتے وقت اور رات کو سوتے وقت اللہ سے اپنی خطاؤں کی معافی مانگنا چاہیئے۔

فرشتے

ہمارے چاروں طرف ہوا موجود ہے لیکن ہم اسے دیکھ نہیں سکتے۔ ہوا ہمارے بہت کام آتی ہے۔ اسی سے ہم سانس لیتے ہیں۔ ہوا نہ ہو تو دم گھٹ جائے اور ہم مر جائیں۔ ٹھنڈی ہوا ہمیں بہت آرام دیتی ہے۔ گرم گرم ہوا الگنی پر پھیلے ہوئے کپڑوں کو سُکھا دیتی ہے۔

ہوا بادل لاتی اور پانی برساتی ہے۔ ہوا کلیوں کو ہلکورے دے کر پھُول بناتی ہے۔ ہوا کی مدد سے ہی چڑیاں اور دوسرے پرند اڑتے ہیں۔

ہوا اور بھی بہت سے کام کرتی ہے لیکن پھر بھی ہم اسے دیکھ نہیں سکتے جس طرح اللہ نے ہوا بنائی جو دِکھائی تو نہیں دیتی لیکن بہت سے کام کرتی ہے اسی طرح اللہ نے فرشتے پیدا کئے ہیں جو دکھائی تو نہیں دیتے لیکن اللہ کے بے شمار کام کرتے رہتے ہیں۔

فرشتے نہ کچھ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں نہ سوتے ہیں نہ تھکتے ہیں بس وہ اپنے کام میں لگے ہیں۔ اللہ کی عبادت کرتے رہتے ہیں، اللہ کے احکام

پورے کرتے رہتے ہیں۔ اُن سے کبھی کوئی بھول چُوک یا خطا نہیں ہوتی۔ وہ پاک ہیں۔ نیک ہیں۔ معصوم ہیں اور اللہ کے کاموں میں لگے رہتے ہیں۔

اللہ نے بے شمار فرشتے پیدا کئے ہیں۔ آسمان میں بکھرے ہوئے لاتعداد تاروں سے بھی زیادہ۔

اِن میں چار فرشتے بہت مشہور ہیں۔

۱۔ **جبرئیل**۔ یہ فرشتہ اللہ کے احکام اس کے نبیوں تک پہنچاتا ہے۔

۲۔ **میکائیل**۔ یہ آدمیوں کو رِزق تقسیم کرتا ہے۔

۳۔ **عزرائیل**۔ یہ آدمیوں کی روح قبض کرتا ہے اور ملک الموت کہلاتا ہے

۴۔ **اسرافیل**۔ یہ فرشتہ قیامت کے دن صُور پھُونکے گا جس سے دنیا کی ہر چیز مر جائے گی۔ پھر صور پھونکے گا تو سب مردے بھی جی اُٹھیں گے اور پھر اللہ نیکوں کو جزا یعنی انعام اور بروں کو سزا دے گا۔ فرشتوں پر ایمان رکھنا ہمارے لئے ضروری ہے۔

نبوت

اللہ نے ہمیں کیوں پیدا کیا؟ وہ ہم سے کیا کام لینا چاہتا ہے۔
ہم دنیا میں رہ کر کون سے کام کریں جن سے اللہ خوش ہوگا؟ کون سے کام نہ کریں جن سے اللہ ناراض ہوگا؟

اللہ کی عبادت کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

اچھائی کیا ہے اور برائی کیا ہے؟ نیکی کیا ہے اور بدی کیا؟

اللہ نے یہ سب باتیں بتلانے اور ہمیں زندگی کی سچی اور اچھی راہ دکھانے کے لئے کچھ آدمی مقرر کئے جن کو "نبی" کہا جاتا ہے۔

اللہ نے دنیا کے ہر حصہ میں، ہر قوم میں اپنے نبی بھیجے ہیں۔

اللہ کے بھیجے ہوئے نبیوں کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے اِن سب نبیوں نے ہمیں اللہ کے احکام سنائے اچھی اچھی باتیں بتائیں اچھے اچھے کام سکھائے، اللہ کو خوش کرنے کے راستے بتلائے۔ بُری باتوں سے روکا۔ ہمیں اچھا آدمی بننا سکھایا اور ہمیں زندگی میں ترقی حاصل کرنے کی

اور آخرت میں فلاح پانے کی راہ دکھائی۔

اللہ کے بھیجے ہوئے سارے نبی سچّے، پاک اور معصوم تھے اِن سے کبھی کوئی بھول چُوک یا خطا نہیں ہوئی۔ اِن کی سکھائی ہوئی ہر بات اچھی اور سچّی ہے۔ اللہ کے بھیجے ہوئے نبیوں پر ایمان لانا، ان کا ہر حکم ماننا اور ان سے سچّی محبّت رکھنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔

اللہ کے بھیجے ہوئے سب سے پہلے نبی حضرت آدمؑ تھے۔

حضرت نوحؑ، حضرت ہودؑ، حضرت صالحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت لوطؑ، حضرت اسماعیلؑ، حضرت اسحٰقؑ، حضرت یعقوبؑ، حضرت یوسفؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت داؤدؑ، حضرت سلیمانؑ، حضرت زکریاؑ، حضرت یحییٰؑ اور حضرت عیسٰیؑ بھی اللہ کے سچّے نبی تھے۔

اللہ کے آخری نبی حضرت محمد مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں

اللہ نے چار بڑے نبیوں کو چار کتابیں دیں۔

حضرت موسیٰؑ کو توریت

حضرت داؤدؑ کو زبور

حضرت عیسٰیؑ کو انجیل

حضرت محمدؐ کو قرآن۔

اِن کتابوں میں اللہ کے احکام ہیں، اِن کتابوں پر ایمان رکھنا واجب ہے۔

پہلی تین کتابیں پہلے زمانے کے لئے تھیں اور قرآن قیامت تک کے لئے ہے۔ یہ آخری کتاب تمام دنیا کے انسانوں کی ہمیشہ رہنمائی کرتی رہے گی۔
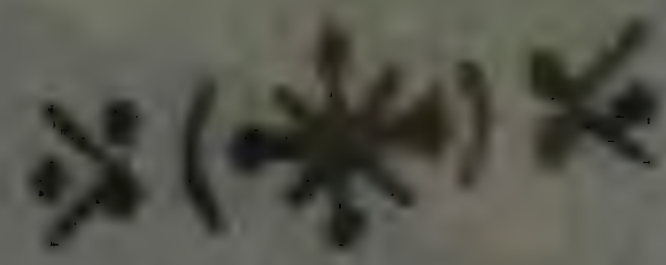
ہمارے نبیؐ

اللہ کے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰؐ آج سے چودہ سو برس پہلے عرب کے مشہور شہر مکّہ میں پیدا ہوئے تھے آپ کے والد کا نام عبداللہ اور آپ کی والدہ کا نام آمنہ تھا۔ آپ کا خاندان سارے عرب میں بڑی عزّت رکھتا تھا۔

آپ جوان ہوئے تو آپ کی شادی بی بی خدیجہ سے ہوئی جن سے اللہ نے آپ کو ایک بیٹی دی جن کا نام فاطمہؑ تھا۔ حضرت بی بی فاطمہؑ کی شادی آپ نے حضرت علیؑ سے کی جو آپ کے چچا زاد بھائی اور آپ سے تربیت پائے ہوئے تھے اور ہر بات میں آپ کے دل و جان سے مددگار رہتے۔

آپ نے اللہ کا پیغام لوگوں کو سنانا شروع کیا تو مکّہ کے لوگ آپ کے دشمن ہو گئے اس لئے اللہ کے حکم سے مکّہ چھوڑ کر مدینہ چلے گئے۔ آپ کے مکّہ سے مدینہ جانے کو ہجرت کہتے ہیں اور مسلمانوں کا ہجری سال اسی واقعہ

کی یادگار ہے۔

مدینہ میں بھی لوگوں نے آپ کو چین سے نہیں بیٹھنے دیا اس لئے آپ کو دشمنوں سے باربار لڑائیاں لڑنا پڑیں اور آخر کار سارا عرب مغلوب ہو گیا۔ اور عرب کی اکثریت مسلمان ہو گئی، یہ لڑائیاں اللہ کی امداد اور حضرت علیؑ کی بہادری سے فتح ہوئیں۔

آپ نے دنیا میں اسلام پھیلانے اور اللہ کا نام اونچا کرنے کے لئے بڑے دُکھ جھیلے، فاقے کئے، پتھر کھائے، دیس سے نکل کر پردیس گئے لیکن آپ پوری دھن اور لگن کے ساتھ اللہ کا پیام سناتے رہے۔ بہادری کے ساتھ حق پر جمے رہے اور آج اسی کا نتیجہ ہے کہ دنیا کے کروڑوں مسلمان آپ کے نام کا کلمہ پڑھتے ہیں۔

آپ ہر شخص سے پیار اور محبت سے پیش آتے تھے۔ اپنے دشمنوں سے بھی نفرت نہیں کرتے تھے ہاں بُرے کام کرنے والوں کو ان کی برائی کی وجہ سے ناپسند کرتے تھے اور انہیں نیک بنانے کی کوشش فرماتے تھے۔ سچائی اور انصاف سے کام لیتے تھے کسی مصیبت سے نہیں گھبراتے تھے۔ غریبوں اور کمزوروں کی مدد کرتے تھے۔ وعدہ کا پورا پاس کرتے تھے

اور انسانوں کو سچی خدا پرستی کی دعوت دیتے تھے۔

آپ کا انتقال ۲۸ صفر ۱۱ھ ہجری میں مدینہ میں ہوا اور وہیں آپ کا روضہ ہے جس کے قریب مسجد نبوی ہے۔

ہمیں جس طرح اللہ سے محبت کرنا چاہئے اسی طرح آپ سے بھی پیار کرنا چاہئے۔ ہمیں جس طرح اللہ کا حکم ماننا چاہئے اسی طرح آپ کا ہر حکم ماننا چاہئے۔ آپ کے بتائے ہوئے راستہ پر چلنا ہی اسلام کہلاتا ہے۔

آپ کو خاتم النبیین (یعنی آخری اور سب سے افضل نبیؐ) مانے بغیر ہم مسلمان نہیں کہے جا سکتے۔
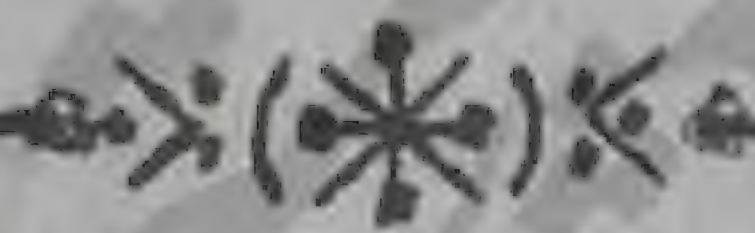
ہمارے نبی کی تعلیم

حضرت محمّد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ہمیں بتایا ہے کہ

ہم اللہ کو ایک مانیں اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں۔
ہم اللہ کے ہر حکم کے سامنے سر جھکائیں اور اس کی پوری پابندی کریں۔
ہم سچّے دل سے اللہ کو یاد کریں اور اس کی عبادت سے غافل نہ ہوں۔
ہم اپنے ماں باپ اور اپنے بڑوں کا پورا ادب کریں اور ہمیشہ ان کی خدمت کرتے رہیں۔
ہم سچ بولیں اور سچ بولنے میں کسی سے نہ ڈریں۔
ہم ہمیشہ دوسروں کی مدد اور خدمت کو اپنا فرض تصوّر کریں۔
ہم ہر وقت پاک و صاف اور ستھرے نظر آئیں۔
ہم جب کسی سے ملیں تو اسے سلام کریں اور مسکرا کے باتیں کریں۔
ہم صبح اٹھ کر کلمہ پڑھیں، سجدۂ شکر کریں، درود بھیجیں، مسواک کریں، منہ ہاتھ دھو کر خشک کریں، وضو کریں، نماز پڑھیں، بالوں میں کنگھی کریں اور بڑوں

کو سلام کریں۔

ہم چوری اور غیبت سے ہمیشہ پرہیز کریں۔

ہم آپس میں میل جول قائم رکھیں اور کبھی جھگڑا نہ کریں۔

ہم ہمیشہ اللہ کی راہ میں غریبوں کو خیرات دیتے رہیں۔

ہم جی لگا کر پڑھیں اور خوب علم حاصل کریں۔

ہم اپنی صحت کا پورا خیال رکھیں۔

ہم ادب اور قاعدے سے بیٹھیں اور اپنے استاد اور دوسرے بزرگوں کی پوری عزت کریں۔

ہم اپنے ہر کام میں ایمانداری برتیں اور کسی کو دھوکا نہ دیں۔

ہم بغیر اجازت کسی کی چیز استعمال نہ کریں۔

ہم گالی نہ بکیں، کسی کو بری بات نہ کہیں، کسی کا دل نہ دکھائیں۔

ہم بیکار کھیل کود میں وقت ضائع نہ کریں۔

ہم دین کی باتیں جی لگا کے سیکھیں تاکہ ہماری زندگی اچھی بن جائے

کتنی اچھی اور کام کی باتیں ہیں یہ ! ہمارے نبیؐ نے اور بھی بہت سی اچھی اچھی باتیں بتائی ہیں جو ہم آگے چل کر بتائیں گے۔

درُود

ہمارے ماں باپ ہمیں پالتے پوستے ہیں۔ کھلاتے پلاتے ہیں اچھے اچھے کپڑے پہناتے ہیں۔ ہم ان کے احسان کا بدلہ اس طرح دیتے ہیں کہ بڑے ہوکر ان کی خدمت کرتے ہیں۔ ان کو بڑھاپے میں آرام دیتے ہیں۔

ہمارا کوئی دوست ہمیں کوئی تحفہ دیتا ہے یہ اس کا احسان ہے ہم اسے کوئی دوسری چیز دے کر اس احسان کا بدلہ چکاتے ہیں۔

حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور ان کی اولاد نے ہمیں دین دیا، ایمان دیا، ہمیں اچھا اور سچا راستہ دکھایا۔ ہمیں اللہ کے احکام پہنچائے۔ آپ کی تعلیم سے ہم مسلمان بنے، ہم نے اللہ کو پہچانا، ہم نے قرآن جیسی نعمت پائی، ہم نے علم اور ترقّی کی راہ پائی، ہم اچھے اور سچے انسان بنے اور ہمیں وہ مذہب ملا جو ہمارے پیدا کرنے والے کو پسند ہے۔ یہ آپ کا احسان ہے۔

آپ نے ہمارے لئے دکھ جھیلے، فاقے کئے۔ دیس سے پردیس

گئے، دشمنوں نے آپ کو خوب خوب ستایا۔ لیکن آپ بغیر کسی ذاتی فائدہ کے ہمیں اچھائی اور نیکی کی تعلیم دیتے رہے۔

ہم اِن اِحسانات کا بدلہ کیا دے سکتے ہیں؟

ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے اس سچّے اور اچھّے نبی اور دین ودنیا کے مالک کی عزّت کریں، اُن سے محبّت کریں اور ہمیشہ ان کے لئے دعا کیا کریں۔ نبیؐ کے لئے جو دعا کی جاتی ہے۔ اسے درود کہتے ہیں۔

درود یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

(اے اللہ رحمت بھیج حضرت محمد مصطفےٰ اور ان کی آل پر)

"اللہ اور اس کے فرشتے بھی ہمارے نبی اور آپ کی آل پر درود بھیجتے ہیں درود پڑھنے سے اللہ خوش ہوتا ہے درود پڑھنا حضرت محمد مصطفےٰ سے محبّت کی نشانی ہے۔ ہم مسلمان اپنے نبیؐ کو اپنی جان اور مال سے زیادہ پیارا سمجھتے ہیں اس لئے ان پر درود بھیجنا ہمارا فرض ہے۔

درود پڑھنے سے خود ہمیں بڑا ثواب ملتا ہے۔ درود پڑھنے والے

پر اللہ اپنی رحمت اور برکت نازل کرتا ہے۔ درود سے اللہ و نبیؐ خوش ہوتے ہیں۔ ہمارا دل اور ہماری زبان پاک ہوتی ہے اس لئے دن میں کئی مرتبہ درود ضرور پڑھنا چاہئے۔
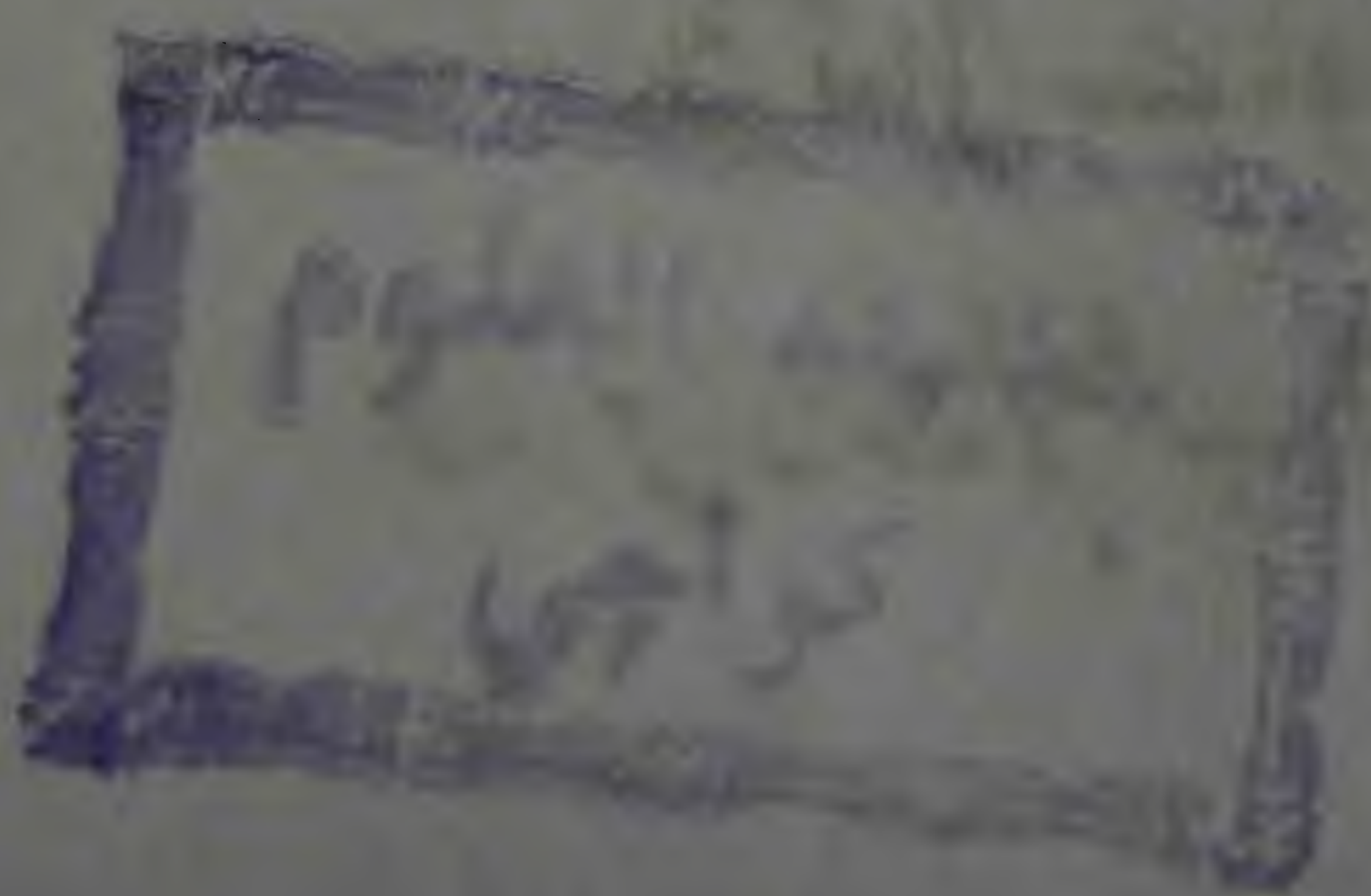
قرآن پاک

اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے ذریعے ہمیں جو احکام بھیجے ہیں وہ سب ایک کتاب میں جمع ہیں

جس کا نام ہے "قرآن"

قرآن اللہ کی کتاب ہے جو ہمارے نبیؐ پر نازل ہوئی۔

قرآنِ پاک عربی زبان میں ہے۔ اسے عربی میں پڑھنے سے ثواب

ملتا ہے۔ اللہ خوش ہوتا ہے لیکن عربی میں قرآن پاک کی تلاوت کے

ساتھ ہی ہمیں اس کا مطلب بھی معلوم کرنا چاہیئے تاکہ ہم اس میں لکھے

ہوئے اللہ کے احکام پورے کر سکیں۔

قرآن پاک میں ۱۱۴ سورتیں اور ۶۶۶۶ آیتیں ہیں اور ۱۱۳ سوروں میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ہے صرف سورہ توبہ میں نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ماہِ رمضان المبارک کی ایک رات کو قرآن اتارا

تھا۔ اس رات کو شبِ قدر کہتے ہیں۔ اللہ نے اس رات کی بڑی تعریف کی

قرآن پاک کو ہمیشہ عزّت کے ساتھ اٹھانا کھولنا اور رکھنا چاہئے۔
قرآن پاک کی تلاوت سے پہلے وضو کرنا چاہئے۔ نجاست کی حالت
میں قرآن کو چھونا جائز نہیں ہے۔
تلاوت کے وقت اِدھر اُدھر دیکھنا، باتیں کرنا، ہنسنا یا کوئی دوسرا
کام کرنا درست نہیں ہے۔ پوری توجہ قرآن پر رکھنا چاہئے۔
قرآن پاک ہمیشہ صاف آواز میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا چاہئے اور اعراب
کی صحت کا پورا لحاظ رکھنا چاہئے۔ تلاوت شروع کرنے سے پہلے۔
اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ
ضرور کہنا چاہئے۔
قرآن پاک ہمارے نبیؐ کا معجزہ ہے اور ساری دنیا کے آدمی مل کے
بھی قرآن کا جواب تیار نہیں کر سکتے۔
قرآن کے احکام ہمیشہ کے لئے ہیں اور ان میں کوئی تبدیلی نہیں
ہو سکتی۔

امامت

اللہ تعالیٰ نے اپنے احکامات قرآن پاک کی شکل میں ہمارے نبی پر نازل کئے جس کو پیغمبر مجموعی حیثیت سے اپنی آل کے ذریعہ اپنی اُمّت کو دے گئے۔

سوال یہ ہے کہ اِن احکام پر اچھّا اور سچّا عمل کیسے ہو؟
اللہ کی رحمت دیکھو کہ اس نے یہ بتلانے کے لئے نبیؐ کے بارہ جانشین مقرر کر دیئے جو خلیفہ، امام یا وصی رسول کہلاتے ہیں۔

ان بارہ اماموں کو جنھیں اللہ نے ہمارا امام بنایا ہے ماننا، ان سے محبت کرنا اور ان کے بتلائے ہوئے راستہ پر چلنا ایمان کی ایک بہت بڑی شرط ہے۔

قرآن پاک میں اللہ نے بھی اِن اماموں کی اطاعت کا حکم دیا ہے اِمام بھی نبیؐ کی طرح معلوم ہوتے ہیں ان سے کوئی بھول چوک یا خطا نہیں ہوتی۔

اللہ نے جو بارہ امام مقرر کئے ہیں ان کے نام یہ ہیں۔

پہلے امام	حضرت علی علیہ السّلام
دوسرے امام	حضرت حسن علیہ السّلام
تیسرے امام	حضرت حسین علیہ السّلام
چوتھے امام	حضرت زین العابدین علیہ السّلام
پانچویں امام	حضرت محمد باقر علیہ السّلام
چھٹے امام	حضرت جعفر صادق علیہ السّلام
ساتویں امام	حضرت موسیٰ کاظم علیہ السّلام
آٹھویں امام	حضرت علی رضا علیہ السّلام
نویں امام	حضرت محمد تقی علیہ السّلام
دسویں امام	حضرت علی نقی علیہ السّلام
گیارھویں امام	حضرت حسن عسکری علیہ السّلام
بارھویں امام	حضرت محمد مہدی آخرالزماں علیہ السّلام

ہمارے بارھویں امام حضرت محمد مہدی آخرالزماں علیہ السّلام زندہ سلامت ہیں لیکن اللہ کے حکم سے غائب ہیں۔ جب اللہ چاہے گا تو آپ ظاہر ہوں گے اور ساری دنیا میں اسلام پھیلا دیں گے۔

امامؑ کی عمر اور غیبت

قرآن مجید ڈنکے کی چوٹ کہتا ہے کہ خدا ہر شے پر قادر ہے۔ کوئی چیز اس کی قدرت کے دائرے سے باہر نہیں ہے انھیں چیزوں میں اس کا اپنے بندوں کی عمر کا معین کرنا بھی ہے وہ چاہے تو ایک بندے کو کئی ہزار برس تک زندہ رکھ سکتا ہے اور چاہے تو پیدا ہوتے ہی موت دے سکتا ہے ہماری زندگیاں اس کی قدرت کے اندر ہیں۔ اس نے بندوں کی عمروں کو مختلف قرار دے کر بتا دیا ہے کہ وہ انسانوں کی ہر عمر پر قدرت رکھتا ہے۔ چنانچہ گزشتہ انبیاء میں سے حضرت نوح کو ڈھائی ہزار برس زندہ رکھا اور ایسی طویل زندگی ان کے پردادا حضرت ادریسؑ کو عطا فرمائی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ وہ جناب بہشت میں بحکم خدا اب تک زندہ ہیں۔ ان کی عمر کا حساب کیا جائے تو تقریباً ۹ ہزار برس کی ٹھہرتی ہے۔ اسی طرح نوح کے بعد والوں میں حضرت خضرؑ اب تک زندہ ہیں ان کی عمر تقریباً پانچ چھ ہزار برس کی ہے۔ حاصل کلام یہ کہ خداوند عالم خاص مدت عمر کے دینے پر مجبور یا اس کا پابند نہیں ہے۔ جنوں میں ابلیس جناب آدم کی پیدائش

سے پہلے اپنی قوم کی تباہی کے وقت سات ہزار برس کا تھا اور اس کے بعد چھ ہزار برس تک ملائکہ کے ساتھ عبادت کرتا رہا جیسا کہ نہج البلاغہ میں امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں۔ پھر حضرت آدمؑ کی خلقت کے وقت سے اب تک موجود ہے۔ یہ مثالیں خدا کے ہر چیز پر قادر ہونے پر دلیل ہیں۔ اس لئے امام عصرؑ کے اتنے طویل زمانے تک زندہ رہنے پر کوئی تعجب نہیں کیا جا سکتا ابھی تو آپ کی زندگی کو صرف گیارہ سو ستائیس برس ہوئے ہیں۔ جن میں ۱۳۷۳ برس اور ملائے جائیں تو حضرت نوح کی عمر کے برابر ہوں گے۔ جب حضرت نوحؑ خدا کی قدرت سے اتنا زندہ رہ سکتے ہیں تو وہی قدرت اس امام کو بھی زندہ رکھ سکتی ہے چنانچہ پیغمبر اکرمؐ کی حدیثیں تمام مسلمانوں میں مقبول ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ امام حسین علیہ السّلام کے نویں فرزند حضرت مہدیؑ ہوں گے یہ غائب ہونگے اور ان کی عمر طولانی ہوگی۔

غیبت کا سبب

تاریخ سے ثابت ہے کہ حضرت علیؑ سے لے کر امام حسن عسکریؑ تک ہر امام کو تلوار یا زہر سے شہید کیا گیا۔ ابن ملجم اور یزید دشمن اہل بیت

ہر دور میں رہے اور ان کی ریشہ دوانیوں نے ہر امام کی زندگی ختم کرنے کے اسباب فراہم کئے جن سے ان کی شہادت ہوئی۔ پیغمبر اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ امام بارہ ہوں گے۔ اس کی بنا پر جب گیارہ اماموں کو شہید کیا گیا تو بارہویں امام کے لئے ایسی سبیل کرنا تھی کہ آپ موجود رہیں اور یہ مقصد غیبت کے علاوہ اور کسی طریقہ سے پورا نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ ان جناب کو ظاہر بظاہر رکھنا اور دشمنوں کو معجزہ کے ذریعہ مجبور کر دینا بندوں کی مکلف قرار دینے کے خلاف تھا۔ کیونکہ دین میں جبر نہیں ہے پیغمبروں کا کام صرف نیک و بد کو بتا دینا ہے۔

دشمن بھی اس امام کے شہید کرنے کی فکر کرتے اور خدا اپنی قدرت سے انہیں عاجز کرتا رہتا تو یہ فاعل مختار ہونے کے خلاف ہوتا اور یہ قاعدہ کہ دین میں جبر نہیں ٹوٹ جاتا۔ نیز خداوند عالم بارہ ہی امام تک رکھنا چاہتا تھا۔ لہذا اس نے یہ انتظام کیا کہ بارھویں امام موجود بھی رہیں اور نظروں سے غائب بھی تاکہ دشمنان دین آپ کو آپ کے آباؤ اجداد کی طرح شہید نہ کرسکیں۔

چودہ معصوم

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اللہ کی رحمت اور سب نبیوں کے سردار ہیں۔

حضرت محمد مصطفےٰ اور حضرت علی المرتضیٰ، حضرت فاطمہ زہرا حضرت امام حسن مجتبیٰ اور حضرت امام حسین سید الشہداء کو پنجتن پاک کہا جاتا ہے۔

حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم، حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا اور بارہ امام مل کر چودہ معصوم کہلاتے ہیں۔

رسُول اللہ کی زبان مبارک سے باقی تیرہ معصوموں یعنی جنابِ سیدہؑ اور بارہ اماموں کے لئے حسب ذیل القاب منقول ہیں۔

نام	لقب
جناب حضرت فاطمۃ الزہراؑ	سیّدہ نساء العٰلمین
حضرت علی مرتضیٰ علیہ السّلام	امیر المومنین
حضرت حسن وحسین علیہم السّلام	سیّد الشباب اہل الجنّۃ

حضرت علی ابن الحسین علیہ السّلام — زین العابدین

حضرت محمد بن علی علیہ السّلام — باقر العلوم

حضرت جعفر بن محمدؑ علیہ السّلام — الصّادق

حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السّلام — الکاظم

حضرت علی بن موسیٰ علیہ السّلام — الرّضا

حضرت محمد بن علی علیہ السّلام — التّقی

حضرت علی بن محمدؑ علیہ السّلام — النّقی

حضرت حسن بن علی علیہ السّلام — الہادی

حضرت محمد بن الحسن علیہ السلام — المہدی

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آلِ پاک کے وسیلہ سے جو دعا مانگی جاتی ہے وہ قبول ہوتی ہے۔

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا اور بارہ امام ہل کے اہل بیت کہلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اہل بیت کی محبّت ایمان کی نشانی قرار دی ہے اہل بیت سے دلی اور سچی محبّت کرنے والے کو مومن کہتے ہیں
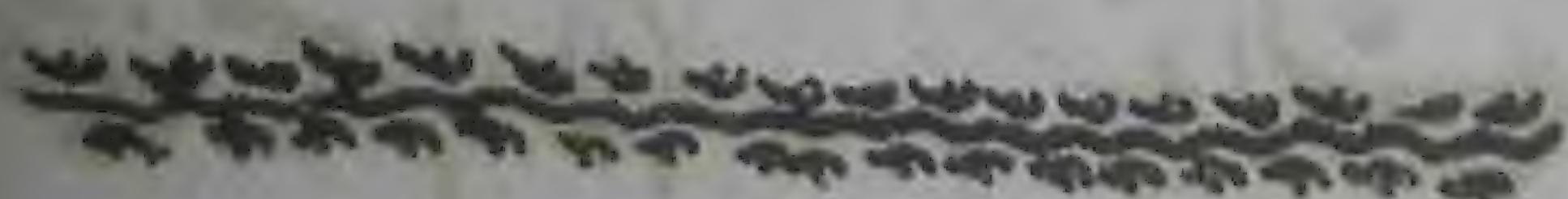
اِمام زمانہ

ہمارے اِمام زمانہ حضرت امام مہدی آخرالزّماں علیہ السّلام قائم آلِ محمدؐ صاحب الامر منتظر اور صاحب الزّماں بھی کہلاتے ہیں۔ اللہ نے آپ کو ہماری نگاہوں سے پوشیدہ رکھا ہے ایک دن آپ ظاہر ہوں گے اور کفر اور بے دینی کو مٹا کر دنیا بھر میں اِسلام پھیلا دیں گے۔

جس طرح اللہ نے حضرت خضرؑ حضرت عیسٰی اور حضرت الیاس جیسے پیغمبروں کو زندہ رکھا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالٰی نے گیارہ سو برس سے آپ کو بھی زندہ رکھا ہے۔

ہم آپ کو نہیں دیکھ سکتے لیکن آپ سے ہر وقت روحانی فیض حاصل کرتے ہیں۔ آپ اپنے ماننے والوں کی ہمیشہ فکر رکھتے ہیں اور ان کی ہر مشکل میں مدد کرتے رہتے ہیں۔

ہمیں ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ امام کو ہمارے ہر عمل کی اطلاع ملتی رہتی ہے۔ ہم کوئی اچھّا کام کرتے ہیں تو اِمام خوش ہوتے ہیں۔ کوئی برا کام کرتے

ہیں تو امام رنجیدہ ہو جاتے ہیں۔ ہمیں امام کو رنجیدہ یا ناخوش نہیں کرنا چاہئے اس لئے ہمیں کوئی بُرا کام نہیں کرنا چاہیے۔

ہم جتنے اچھے اور نیک کام کریں گے اتنا ہی ہمارے امام ہم سے خوش ہوں گے۔ امام خوش ہوں گے تو اس میں ہمارا فائدہ ہی فائدہ ہے اس لئے ہمیں ہمیشہ نیک اور اچھے کام کر کے امام کو خوش رکھنا چاہیئے۔

اِمام ہمیں دکھائی نہیں دیتے لیکن اس سے ہمارا کوئی نقصان نہیں ہے۔ وہ ہماری نگاہوں سے دور رہ کے بھی ہمیں فائدہ پہنچا رہے ہیں۔ بادل کی وجہ سے سورج دکھائی نہیں دیتا لیکن اس کی روشنی ہمیں ملتی رہتی ہے ہواؤں میں آکسیجن ہے جو ہمیں دکھائی نہیں دیتی لیکن ہم اسی کے سہارے زندہ ہیں۔ اسی طرح امام ہمیں نظر نہیں آتے لیکن ان کا فیض ہمیں ملتا رہتا ہے۔

امام مکہ میں ظاہر ہوں گے اور پلک جھپکتے ہی ساری دنیا سے ایمان والے آپ کے پاس جمع ہو جائیں گے۔ آپ اسی لشکر سے ساری دنیا کو فتح کریں گے۔ دین کے دشمن قتل کر دیئے جائیں گے اور ساری دنیا میں ہمیشہ کے لئے اسلام پھیل جائے گا۔ دکھی دنیا سکھ کا سانس لے گی گناہ اور ظلم مٹ جائے گا۔

ہمیں ہمیشہ امام کے ظاہر ہونے کی دعا کرتے رہنا چاہئے اور
دل میں ٹھان لینا چاہئے کہ ہم تن من، دھن سے امام کی خدمت کریں گے
اور امام کی خدمت اسلام کی خدمت ہے.

بیمار پرسی

مکّہ میں ایک بڑھیا رہتی تھی، یہ بڑھیا اللہ کے رسول حضرت محمد مصطفیٰؐ کی بڑی دشمن تھی۔ جب آپ اس کے گھر کے پاس سے گزرتے تھے تو وہ گھر کا سارا کوڑا کرکٹ آپ پر پھینک دیتی تھی۔ آپ چپ چاپ چلے جاتے تھے، کبھی اس سے کچھ نہیں کہتے تھے۔ کبھی ناراض نہیں ہوتے تھے۔

ایک دن آپ اسی راستہ سے گزرے تو بڑھیا نے آپ پر کوڑا نہیں پھینکا آپ نے محلہ والوں سے پوچھا — "بڑھیا کہاں ہے؟"

لوگوں نے جواب دیا — بیمار ہے۔

"اللہ کے نبیؐ نے جب یہ سُنا کہ بڑھیا بیمار ہے تو آپ اس کے دروازے پر پہونچے اور اجازت لے کر اندر گئے۔ اور اس کی مزاج پرسی کی۔

بڑھیا آپ کا اخلاق دیکھ کر بڑی شرمندہ ہوئی اور مسلمان ہوگئی۔

اللہ کے رسول بیماروں کی مزاج پرسی اور ان کی خدمت پر بڑا زور دیتے تھے۔ جب کسی کی بیماری کی خبر سُنتے تو اسے دیکھنے ضرور جاتے تھے

اس کا دل بہلاتے تھے اور اسے خوش رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔

آپ کی تعلیم ہے کہ بیماروں کی مزاج پُرسی کرنے والوں سے اللہ خوش ہوتا ہے۔ ان کو بڑا ثواب ملتا ہے۔

آپ غریبوں اور کمزوروں کی مدد پر بھی بڑا زور دیتے تھے اور خود اپنے پرائے سب ہی کی مدد کرتے تھے۔ دشمنوں کی بھی مدد اور خبر گیری فرماتے تھے۔ سب سے اخلاق سے پیش آتے۔ مسکرا کے ملتے اور ہر شخص کا کام کرنے پر تیار رہتے تھے۔ مسلمانوں کو ہمیشہ یہ تعلیم دیتے تھے کہ رشتہ داروں کی مدد کرو، یتیموں کی مدد کرو، مسافروں کی مدد کرو، بیوہ اور بے سہارا عورتوں کی مدد کرو، ہمسایوں کی مدد کرو اور کسی کی خدمت سے انکار نہ کرو سب سے نیکی سے پیش آؤ۔ سب سے محبّت کرو۔

ہمارے نبیؐ کو پڑوسیوں کا اتنا خیال تھا کہ آپ یہ فرماتے تھے کہ وہ شخص مسلمان نہیں ہے جو خود تو کھانا کھالے اور اس کا پڑوسی بھوکا رہے

ایک مرتبہ لوگوں نے حضرت نبیؐ سے عرض کی۔ "یا رسُول اللہ! ایک عورت ہے جو بہت نمازیں پڑھتی ہے، روزے رکھتی ہے، خیرات کرتی ہے لیکن اپنے پڑوسیوں سے لڑتی رہتی ہے"۔

آپ نے جواب میں فرمایا کہ وہ جہنم میں جائے گی اس لئے کہ وہ پڑوسیوں سے محبت نہیں کرتی۔
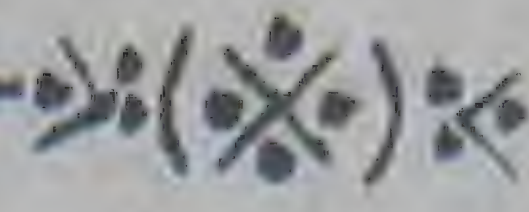
سچّی خیرات

حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ تقریباً چھ اور پانچ برس کے تھے کہ دونوں بیمار پڑے۔ ماں باپ کا دل تڑپ اٹھا۔ حضرت علی اور حضرت فاطمہؑ نے اللہ سے دعا کی کہ بچے اچھے ہو جائیں اور منّت مانی کہ بچے اچھے ہو جائیں گے تو ہم تین دن تک روزہ رکھیں گے۔ اللہ نے ان کی دعا سن لی اور دونوں بچّے اچھے ہو گئے۔

حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ نے روزے رکھنے کا فیصلہ کیا۔ دونوں بچّوں نے جو دیکھا کہ ابّا جان اور امّاں جان روزہ رکھ رہے ہیں تو وہ بھی روزے رکھنے پر تیار ہو گئے۔ گھر میں ایک ملازمہ تھیں جن کا نام فضّہؑ تھا۔ دونوں بچّوں کو بہت چاہتی تھیں۔ انھوں نے بھی بچّوں کے اچھے ہونے کی خوشی میں روزہ رکھنے کی ٹھان لی۔

دوسرے دن گھر بھر نے روزہ رکھا۔ حضرت علیؑ صبح ہی صبح گھر سے نکل گئے اور محنت مزدوری میں لگ گئے۔ دوپہر کو جو پلٹے تو کچھ جَو اپنے ساتھ لائے

حضرت فاطمہؑ نے جَو پیسے اور پانچ روٹیاں تیار کیں۔
شام کو سب روزہ کھولنے بیٹھے۔ پانچ آدمی تھے اور پانچ روٹیاں
ایک ایک روٹی سب نے اپنے آگے رکھ لی۔ اتنے میں مغرب کی اذان ہوئی
سب نے چاہا کہ روزہ کھولیں۔ اچانک ایک مسکین (فقیر) دروازہ پر آگیا۔
اس نے روٹی کا سوال کیا۔ سب نے اپنی اپنی روٹیاں فقیر کو دے دیں۔
گھر میں کھانے کے لئے اور کوئی چیز نہیں تھی اس لئے سب نے پانی سے
روزہ افطار کیا اور بھوکے سو گئے۔

دوسرے دن پھر روزہ تھا، شام کو سب روزہ کھولنے بیٹھے ایک
ایک روٹی پاس تھی اور دو دن سے بھُوکے تھے، چاہا کہ روزہ کھولیں اچانک
ایک یتیم بچّہ نے دروزہ پر آکر سوال کیا، بھوکا تھا بے چارہ۔ آلِ رسُولؐ
یتیم کی مدد کیسے نہ کرتے؟ سب نے اپنی اپنی روٹیاں اسے دے دیا
اور پھر بھُوکے سو رہے۔

تیسرے دن پھر روزہ تھا روزہ کھولنے بیٹھے تو ایک اسیر (قیدی)
آگیا۔ تین دن کا فاقہ تھا لیکن آلِ رسُولؐ نے اپنی بھُوک کی پروا نہ کرتے
ہوئے پھر ساری روٹیاں اسیر کو دے دیں اور پانی پر گزارہ کرکے

سو گئے

یہ ہے ہمارے نبیؐ کے گھرانے کی شان! یہ ہے آلِ رسول کی خیرات خود فاقہ کرنا اور دوسروں کا پیٹ بھرنا اور خود دکھ اُٹھانا اور دوسروں کی مدد کرنا۔ یہ ہے وہ تعلیم جو ہمارے پاک نبیؐ نے دی ہے۔

اللہ کے لئے

ہمارے نبیؐ پر دس ہزار دشمنوں نے چڑھائی کی تیاری کی۔ مسلمان صرف مٹھی بھر تھے اس لئے انھوں نے اپنے بچاؤ کے لئے اپنے چاروں طرف ایک بڑی خندق کھود لی تاکہ دشمن ان پر اچانک حملہ نہ کر سکیں۔

دشمنوں کے لشکر میں ایک بہت بڑا بہادر تھا عمر بن عبدوَد، وہ خندق پھاند کے مسلمانوں کے لشکر میں آگیا۔ مسلمانوں میں اس کا مقابلہ کرنے کی ہمت نہیں تھی۔ صرف شیر خدا حضرت علی علیہ السلام اس کے مقابلے کے لئے نکلے۔ دونوں بہادروں میں خوب تلوار چلی، آخر اللہ نے حضرت علیؑ کو کامیاب کیا اور آپؑ عمر کو پچھاڑ کے اس کے سینہ پر سوار ہو گئے عمر اسلام کا پکا دشمن تھا اس لئے آپ اسے قتل کر دینا چاہتے تھے لیکن عمر نے اچانک آپ پر تھوک دیا۔

سب لوگ سمجھے کہ اس بدتمیزی کے نتیجہ میں اب آپ جلد ہی قتل کر دیں گے لیکن آپ اس کے سینہ سے اتر آئے اور میدان میں ٹہلنے

لگے اس پر دیکھنے والوں کو بڑا تعجب ہوا کہ آپ نے اتنے طاقتور دشمن کو قابو پانے کے باوجود کیوں چھوڑ دیا۔

تھوڑی دیر کے بعد آپ نے پھر عمر کو زیر کیا اور اس دشمنِ اسلام کو قتل کر دیا۔

لڑائی کے بعد لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ نے اتنے بڑے دشمن کو کیوں چھوڑ دیا تھا؟

آپ نے جواب دیا کہ "میں اسے اللہ کے لئے قتل کرنا چاہتا تھا اس نے مجھ پر تھوک دیا، مجھے غصہ آگیا اب اگر میں اسے قتل کرتا تو اللہ کے لئے قتل نہیں کرتا، اپنے غصہ کی آگ ٹھنڈی کرنے کے لئے قتل کرتا اسی لئے میں نے اسے چھوڑ دیا اور جب میرا غصہ ختم ہو گیا تو میں نے اسے سچی نیت سے محض اللہ کے لئے قتل کیا ہے۔

سچ ہے آلِ رسول نے کبھی کوئی کام اپنے نفس کے لئے نہیں کیا اور ہمیں تعلیم دی کہ ہم ہر کام محض اللہ کی خوشنودی کے لئے کیا کریں۔

بڑوں کا ادب

حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ دونوں سڑک پر جا رہے
تھے انھوں نے دیکھا کہ ایک بوڑھا سڑک کے کنارے بیٹھا وضو کر رہا ہے
بے چارے کو وضو کرنا نہیں آتا تھا۔ اسی لئے غلط سلط وضو کر رہا تھا۔
دونوں شہزادوں نے سوچا کہ اسے ٹھیک طرح وضو کرنا سکھانا
چاہئے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی انھوں نے یہ بھی سوچا کہ اگر ہم بڈھے سے یہ
کہیں گے کہ "بڑے میاں تم کو وضو کرنا نہیں آتا۔ آؤ ہم تمہیں ٹھیک طرح وضو کرنا سکھا دیں"
تو اس بڈھے کے دل کو ٹھیس لگے گی، یہ بات بڑوں کے ادب کے خلاف ہوگی۔
دونوں حضرات اللہ کے نبیؐ کی گود میں پلے تھے ادب اور قاعدے
سے واقف تھے تمیز کے ساتھ آگے بڑھے اور بڈھے سے بولے۔
"بڑے میاں! ہم وضو کرتے ہیں، تم بتلاؤ کہ ہم دونوں میں کس کا وضو
ٹھیک ہے اور کس کا غلط؟"
بوڑھا غور سے دیکھنے لگا۔ نبیؐ کے نواسے بھلا غلطی کیسے کرتے شریف

توان کے گھر میں اُتری تھی پھر خود دونوں امام تھے اس لئے دونوں نے بالکل صحیح۔صحیح وضو کیا۔

بوڑھا ان کا مطلب سمجھ گیا اور بولا۔ "ماشاءاللہ آپ دونوں کا وضو صحیح تھا۔میں اپنی غلطی سمجھ گیا۔"

امام حسنؑ اور امام حسینؑ نے بڑوں کا ادب بھی قائم رکھا اور ٹھیک بات بھی بتلادی۔اِسے کہتے ہیں مسلمانوں کا اخلاق اور ان کی تہذیب۔

ہمارے نبیؐ نے بڑوں کا ادب کرنے پر بہت زور دیا ہے خاص طور پر ماں باپ کا ادب کرنے اور ان کی اطاعت کرنے کی خاص تاکید کی ہے آپ کا ارشاد ہے کہ "ماں کے پیروں کے تلے جنّت ہے"۔

آپ کا یہ فرمان بھی ہے کہ "جس نے باپ کا حکم مانا اس نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے باپ کو ناراض کیا اس نے اللہ کو ناراض کیا۔

ایک مرتبہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ "جو لڑکا ایک مرتبہ اپنے ماں باپ کو محبت کی نظروں سے دیکھتا ہے اسے اللہ ایک حج کا ثواب عنایت کرتا ہے۔

نیکی کا بدلہ

حضرت امام حسنؑ علیہ السّلام کہیں جا رہے تھے۔ راستہ میں چند غریب سڑک کے کنارے بیٹھے روکھی سوکھی روٹیاں توڑ توڑ کر کھا رہے تھے انھوں نے جو امام کو دیکھا تو تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے اور اِمام کو اپنے ساتھ کھانے کی دعوت دی۔

بیچارے غریبوں کے پاس تھا ہی کیا؟ چند روکھی سوکھی روٹیوں کے ٹکڑے نہ سالن نہ کچھ اور مگر پھر بھی غریبوں کا دل بڑا تھا اسی لئے انھوں نے امام کو دعوت دے دی۔

امام حسن علیہ السّلام کے اخلاق کا کیا کہنا۔ آپ نے خوشی خوشی یہ دعوت قبول کر لی۔ وہیں سڑک کے کنارے زمین پر بیٹھ گئے۔ اور اُن کے ساتھ سوکھے ٹکڑے کھانے لگے۔ اچھّی اچھّی باتیں بھی کرتے جاتے، ان کا دل بھی بہلاتے اور ان کے ساتھ روٹیاں بھی کھاتے جاتے۔ تھوڑی دیر میں کھانا ختم ہو گیا تو امام نے ان سے کہا۔ "میں نے تمہاری دعوت قبول کی

تھی، اب تم میری دعوت قبول کرو۔ میرے گھر چلو اور وہاں میرے ساتھ کھانا کھاؤ۔"

وہ سب امام کا یہ اخلاق دیکھ کر خوش ہو گئے، امام اُن کو اپنے ساتھ اپنے گھر لے گئے۔ وہاں لے جاکر ان کو اچھے اچھے کھانے کھلائے، پہننے کے لئے صاف سُتھرے کپڑے دیئے اور جب وہ چلنے لگے تو اُن کو مٹھی بھر بھر کر اشرفیاں بھی دیں۔

کسی نے پوچھا! یا امامؑ! ان غریبوں نے آپ کو روکھی سوکھی روٹیاں کھلائی تھیں۔ آپ نے ان کو اچھے اچھے کھانے کھلا دیئے بدلہ پورا ہو گیا اب ان کو روپے دینے کی کیا ضرورت تھی؟"

آپ نے جواب میں فرمایا کہ سچ تو یہ ہے کہ میرے حساب سے اتنا روپیہ دینے کے بعد بھی اُن کے احسان کا بدلہ نہیں ہوا، اس لئے کہ ان کے پاس جو کچھ تھا وہ انھوں نے میرے سامنے پیش کر دیا تھا اور میں نے ان کو جو کچھ دیا ہے۔ اس سے زیادہ میرے پاس موجود ہے۔

مساوات

ہمارے نبیؐ کریم کی تعلیم ہے کہ سارے آدمی چاہے گورے ہوں چاہے کالے، امیر ہوں یا غریب، ایک دوسرے کے برابر ہیں۔ نہ کوئی اونچا نہ کوئی نیچا۔ سب آدم کی اولاد ہیں اس لئے سب برابر ہیں۔

ذات، پات، نسل، رنگ، وطن یا دولت کی وجہ سے نہ کوئی اونچا ہو جاتا ہے نہ کوئی نیچا۔ عزت اور بڑائی بس کردار سے ہوتی ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے کہ جو زیادہ پرہیزگار ہے (جو زیادہ اللہ سے ڈرتا ہے) وہی اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا ہے۔

حضرت امام علی رضا علیہ السّلام کے یہاں ایک مہمان آیا۔ وہ بہت مالدار بھی تھا اور بہت اونچے خاندان سے بھی تھا، اسے دولت کا بھی گھمنڈ تھا اور خاندان کا بھی غرور۔

امام علیہ السّلام کھانے کے لئے بیٹھے۔ مہمان کو پاس بٹھایا۔ دسترخوان پر کھانا چنا گیا۔ امام علیہ نے نوکروں کو آواز دی۔ نوکر آئے

اور دستر خوان پر آپ کے ساتھ بیٹھ گئے۔

دولت مند مہمان کو یہ بات ناگوار گزری معمولی نوکر اور ایک امیر کے پہلو میں! لیکن امام تو اسلام کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ ان کے دربار میں بھلا یہ غرور کیسے کام دیتا؟ وہ سب انسانوں کو برابر اور ایک دوسرے کا بھائی سمجھنے کے عادی تھے اس لئے انھوں نے وہی کیا تھا جو اسلام کا حکم تھا۔

دولت مند مہمان نے امامؑ سے عرض کیا "نوکروں کو اپنے ساتھ دسترخوان پر نہ بٹھایئے۔ ان سے کہئے کہ وہ الگ بیٹھ کر کھانا کھائیں۔"

امامؑ نے یہ بات سُنی تو آپ بہت ناراض ہوئے اور ارشاد فرمایا، "اللہ ایک ہے اور سب آدمی اس کے بندے ہیں۔ سارے انسان ایک دادا حضرت آدمؑ کی اولاد ہیں اس لئے سب برابر ہیں سب ایک دوسرے کے بھائی ہیں ان میں بڑے اور چھوٹے کا کوئی فرق نہیں۔"

مہمان یہ سن کر شرمندہ ہوا اور اس نے توبہ کی کہ اب کبھی انسانوں میں بڑے چھوٹے کا امتیاز نہیں کرے گا۔

ہمارے نبی اکرمؐ اور ان کی آل نے ہمیشہ یہی تعلیم دی ہے۔ کہ سب مسلمانوں کو اپنا بھائی سمجھو، سب کو برابر جانو اور اونچ نیچ ذات

پات کے خیالات دل سے دور کر کے سارے انسانوں کو ایک کنبہ خیال کرو۔ اسی میں سب انسانوں کی بھلائی ہے۔

قیامت

ہمیں سال بھر تک اسکول میں ایک کتاب پڑھائی جاتی ہے۔
اُستاد محنت سے پڑھاتے ہیں، سبق یاد کراتے ہیں اور سال کے ختم ہونے
پر امتحان لیتے ہیں۔ جن بچّوں نے جی لگا کے پڑھا ہے، سبق یاد کئے ہیں
وہ پاس ہو جاتے ہیں۔ اُن کو اُونچا درجہ ملتا ہے۔ انعام ملتا ہے اور جن بچّوں
کو سبق یاد نہیں ہوتا وہ فیل ہو جاتے ہیں اُستاد اور گھر والے ان سے
ناراض ہو جاتے ہیں اور ان کو سزا ملتی ہے۔

اس دنیا کا بھی یہی حال ہے۔

اللہ نے ہمیں قرآن جیسی کتاب دی۔ نبی اور امامؑ اُستاد مقرر ہوئے
اُستادوں نے ہمیں اللہ کی کتاب پڑھائی۔ اس پر عمل کرنا سکھایا۔ تعلیم پوری
ہو گئی۔ اب امتحان بھی ضرور ہو گا۔ پاس ہونے والوں کو انعام ملے گا۔
اور فیل ہونے والوں کو سزا۔

اسی امتحان کے دن کو قیامت کہتے ہیں۔

قیامت کب آئے گی ؟ خدا کے علاوہ یہ کسی کو نہیں معلوم ۔ لیکن آئے گی ضرور۔ قرآن پاک میں جگہ جگہ اللہ نے قیامت کا ذکر کیا ہے۔

اس دن دنیا کی ہر شے فنا ہو جائے گی، آسمان، زمین، چاند، سورج درخت، پہاڑ، آدمی، جانور غرض ہر شے مٹ جائے گی ۔ اس کے بعد اللہ پھر سے کُل انسانوں کو زندہ کرے گا ۔ جو لوگ اللہ اور نبیؐ پر ایمان لائے ہیں اور انھوں نے دنیا میں اچھے اچھے کام کئے ہیں ان کو جنت میں بھیجا جائے گا ۔ جہاں ان کے لئے سکھ ہی سُکھ ہوگا ۔ آرام ہی آرام ۔ وہ اچھی اچھی چیزیں کھائیں گے ۔ اچھے اچھے کپڑے پہنیں گے ۔ اچھے اچھے مکانوں میں رہیں گے ۔ اچھے اچھے باغوں میں گھومیں گے اور اُن کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے عیش و آرام نصیب ہوگا۔

البتہ جو لوگ اللہ، نبیؐ اور اماموںؑ پر ایمان نہیں رکھتے ، جھوٹ بولتے ہیں، دوسروں کو دُکھ دیتے ہیں، بُرے بُرے کام کرتے ہیں ان کو جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونک دیا جائے گا ۔ جہاں یہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ جلتے رہیں گے ۔ جہنم بڑی ڈراونی جگہ ہے ۔ وہاں اللہ نے طرح طرح کے عذاب رکھے ہیں جن میں جہنم میں جانے والے مبتلا ہوں گے۔

قیامت کا ڈر

اللہ کے سارے سچے اور اچھے بندے قیامت کے دن سے ڈرتے ہیں اور کوئی ایسا کام نہیں کرتے جس کے نتیجہ میں اللہ اُن سے ناراض ہو اور وہ جہنّم کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کے سپرد کر دیئے جائیں۔

ہمارے نبیؐ اور ہمارے اِماموں نے ہمیں قیامت کے حساب سے ڈرتے رہنے کی تاکید کی ہے اور نیک عمل کرتے رہنے کا حکم دیا ہے۔

حضرت اِمام حسن عسکری علیہ السّلام کا بچپن تھا، یہی کوئی سات آٹھ برس کا سِن ہو گا۔ ایک دن آپ سڑک کے کنارے کھڑے تھے، وہیں کچھ بچے کھیل رہے تھے۔ لیکن آپ اُن سے الگ تھلگ کسی گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے خاموش کھڑے تھے اور پلکوں پر آنسو جھلک رہے تھے۔

اِدھر سے ایک بزرگ آ نکلے جن کا نام تھا بہلول دانا۔ انھوں نے دیکھا کہ نبیؐ کا چاند آنکھوں میں آنسو بھرے کھڑا ہے۔ ان کا دل تڑپ اٹھا اور اِمام سے بولے "آپ کیوں روتے ہیں؟ میں اچھے اچھے کھلونے لا دیتا ہوں اُن سے

جی بہلائیے۔"

اِمامؑ نے جواب میں فرمایا، بہلول، میں بیکار کھیل کود میں وقت نہیں گنواتا"۔

بہلول نے یہ جواب سنا تو بہت متعجب ہوئے عرض کیا "پھر آپ کیوں رو رہے ہیں؟"

کم سن امامؑ نے ارشاد فرمایا۔ "میں اللہ کے خوف سے روتا ہوں"۔

بہلول کو اور زیادہ اچنبھا ہوا۔ اس کمسنی میں اللہ کا اتنا ڈر۔ عرض کیا۔ آپ تو ابھی بچے ہیں۔ آپ کو اللہ سے اتنا ڈرنے کی کیا ضرورت ہے"۔

امامؑ نے یہ جملہ سُنا تو پھُوٹ پھُوٹ کر رونے لگے۔ ہچکیاں بندھ گئیں۔ بولے۔ "بہلول! میں نے اپنی ماں کو چولھا جلاتے دیکھا ہے، وہ چولھے میں پڑی ہوئی بڑی لکڑیوں کو جلانے کے لئے پہلے چھوٹی چھوٹی لکڑیوں میں آگ لگاتی ہیں۔ جب چھوٹی لکڑیاں جل اُٹھتی ہیں تب ایندھن میں آگ لگتی ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ جب قیامت کے دن بڑے بوڑھے جہنم کا ایندھن بنیں تو میں اس ایندھن کو جلانے والی چھوٹی لکڑیوں میں ملا دیا جاؤں۔ یہ کہہ کر امامؑ اتنا روئے کہ بے ہوش ہو گئے۔

امامؑ تو معصوم تھے ان سے گناہ تو کیا کبھی معمولی بھُول چوک بھی نہیں

ہوئی۔ ایسی حالت میں جب وہ قیامت سے اتنا ڈرتے تھے تو ہم حقیر گناہگار انسانوں کو قیامت سے کتنا ڈرنا چاہیئے۔ یہ سوچنا ہمارے لئے بہت ضروری ہے۔

جو جہنم سے ڈرے گا وہ کبھی کوئی گناہ نہیں کرے گا۔
جو جنّت میں جانا چاہتا ہے وہ ہمیشہ نیک اور اچھے کام کرے گا۔
ایسی حالت میں جنّت اور جہنّم پر ایمان رکھنے میں ہمارا فائدہ ہی فائدہ ہے۔

اُصولِ دین

پیڑ دیکھا ہے؟ ضرور دیکھا ہوگا، اس میں جڑیں ہوتی ہیں تنہ ہوتا ہے
ڈالیاں ہوتی ہیں پتّے ہوتے ہیں پھل پھول ہوتے ہیں۔ ہمیں پھل اور پھول پسند
ہیں مزے لے لے کر پھل کھاتے ہیں اور خوش ہو ہو کر پھول سونگھتے ہیں لیکن
یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ درخت اپنی جڑوں کے بل پر زندہ رہتا ہے۔ جڑ
کمزور ہوں یا کاٹ دی جائیں تو پیڑ گر جائے گا۔ سوکھ جائے گا۔ نہ پھل
گے نہ پھول نہ ہری بھری ڈالیاں اور نہ موٹا تازہ تنا۔ جڑیں مضبوط ہوں
تب ہی درخت ہرا بھرا رہتا ہے اور پھل پھول بھی دیتا ہے۔

دین کا بھی یہی حال ہے۔

دین کی جڑیں مضبوط رہیں تو علمی اور ایمانی ترقیوں کے پھل ملیں گے
جڑیں کٹ جائیں تو دین کی مثال ایک سوکھے مرجھائے درخت کی ہو
جس سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھایا جاسکتا جس سے نہ پھل مل سکتے ہیں نہ
دین کی جڑیں دل میں ہوتی ہیں۔ یہ جڑیں دل میں مضبوط ہوں تو

دنیا میں عزت اور آخرت میں نجات کا سرمایہ بن جاتا ہے۔

دین کی جڑیں پانچ ہیں۔ عربی میں ان کو اصول دین کہتے ہیں۔

(۱) توحید۔ (۲) عدل (۳) نبوت (۴) امامت۔

(۵) قیامت

اسلام کے ان پانچ اصولوں پر ایمان جتنا پکّا ہوگا انسان دین میں اتنا ہی ترقی حاصل کرے گا۔

توحید کو ماننے کے معنی یہ ہیں کہ ہم یہ اقرار کرتے ہیں کہ ہمارا حاکم اور مالک بس اللہ ہے۔ ہم اللہ ہی کے حکم اور ہدایت پر چلیں گے۔

ہم صرف اللہ کی بادشاہت کو مانتے ہیں اور زمین پر اللہ کی بادشاہت قائم کرنے کے لئے اپنی جان کی بازی لگا دیں گے۔

اللہ کو عادل ماننا اس لئے ضروری ہے کہ اگر اللہ عادل نہ ہو تو اس دنیا کا کام کاج صحیح طریقہ پر نہیں چل سکتا اللہ کی عدالت پر ایمان ہم میں اللہ کی محبت اور اللہ کا خوف پیدا کرنے میں مدد دیتا ہے اور یہ دونوں چیزیں خود ہماری زندگی کو بہتر بناتی ہیں۔

نبوت اور امامت کو ماننے کا مطلب یہ ہے کہ ہم نبیؐ اور امامؑ کی تعلیم

کے علاوہ کسی دوسرے کی تعلیم کو نہیں مانیں گے۔ ہم نبیؐ کے لائے ہوئے قرآن اور نبیؐ کی لائی ہوئی شریعت کے علاوہ کوئی دوسرا قانون نہیں مانیں گے۔

نبوت اور امامت کا سچا اقرار یہ ہے کہ ہم اپنے نبیؐ اور اماموں کے بتلائے ہوئے ایک ایک قانون کو سچا مانیں اور اپنی زندگی میں ان کی ایک ایک ہدایت کو پورا کریں۔ نبیؐ اور اماموں کی پیروی سچے ایمان کی نشانی ہے۔

قیامت پر ایمان کے معنی یہ ہیں کہ ہم ہر ایسا کام کریں گے جس کا صلہ جنّت ہو اور ہر ایسے کام سے پرہیز کریں گے جس کا بدلہ جہنم ہو۔

یہ ہیں دین کی جڑیں۔ یہ جڑیں مضبوط ہوں تو دین کا درخت ہمیشہ ہرا بھرا رہے گا۔ اور ایمان وعمل کے پھل پھول دیتا رہے گا۔ لیکن اگر یہ جڑیں کمزور ہوئیں تو دین کا درخت ایک مردہ اور بے کار لکڑی میں تبدیل ہو جائے گا۔

قرآن کے اِحکام

رذیل میں ہم چند چھوٹی آیتیں دے رہے ہیں۔ مدارس میں روزانہ کلاس شروع ہونے سے پہلے تختہ سیاہ (BLACK BOARD) پر ایک آیت لکھ دینا چاہئے اور جب بچے جمع ہوں تو پہلے ترجمہ سمیت آیت پڑھا دینا چاہئے۔ اس کام میں صرف پانچ منٹ صرف ہوں گے۔ اس کے بعد روزمرہ کا سبق کتاب سے پڑھایا جائے۔

یہ آیات اخلاقی تعلیم سے متعلق ہیں تاکہ بچوں کی سیرت کی تشکیل ہو سکے۔

	آیت	ترجمہ	حوالہ
۱۔	وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا	اور والدین کے ساتھ بھلائی کرو۔	سورہ بقر ۲/۸۳
۲۔	اُوْفُوْا بِالْعُقُوْد	اپنے وعدے پورے کرو۔	مائدہ ۵/۱

۳- قُولُوا قَولاً سَدِیداً — پکی بات کہو — سورۂ احزاب

۴- وَتَعَاوَنُوا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی — نیک کام اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔

سورۂ مائدہ

۵ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْناً — سب لوگوں سے نیک اور اچھی بات کہو۔ سورۂ بقر

۶- وَاَنْفِقُوا فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ — اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔

سورۂ بقر

۷- وَثِیَابَکَ فَطَھِّرْ — اپنے کپڑوں کو پاک رکھو

سورۂ مدثر

۸- وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْھَرْ — اور سائل کو مت جھڑکو

سورۂ الضحٰی

۹- وَاعْمَلُوا صَالِحاً — اور اچھے کام کرو ״

۱۰- کُونُوا قَوَّامِیْنَ بِالْقِسْطِ — انصاف پر جمے رہو۔

سورۂ النساء

۱۱- وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَکَ — تم پر جو مصیبت پڑے اس پر صبر کرو

سورۂ لقمان ۳۱/۱۷

۱۲- اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ — انصاف سے فیصلہ کرو۔

سورۂ نساء ۴/۵۸

۱۳- فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْهَرْ — یتیموں پر غصہ نہ کرو۔

" ۹۳/۹

۱۴- وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِکُمْ — آپس میں صلح کرو۔

" ۸/۱

۱۵- وَلَا تَجَسَّسُوْا — کسی کا بھید نہ ٹٹولا کرو۔

سورۂ حجرات ۴۹/۱۲

۱۶- وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ — ایک دوسرے کو برے لقب نہ دیا کرو

سورۂ حجرات ۴۹/۱۱

۱۷- وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا — سست نہ ہو اور غم نہ کرو

سورۂ آل عمران ۳/۱۳۹

۱۸- فَلَا تَعْجَلْ — جلدی نہ کرو " ۲۰/۱۱۴

۱۹- لَا یَغْتَب بَعْضُکُم بَعْضًا ایک دوسرے کو پیٹھ پیچھے بُرا نہ کہو

سورہ حجرات ۴۹/۱۲

۲۰- وَلَا تَفَرَّقُوا آپس میں پھوٹ نہ ڈالو اور فرقے فرقے نہ ہو۔ سورۂ آلِ عمران ۳/۱۰۳

۲۱- وَلَا تُسْرِفُوا بے جا خرچ نہ کرو۔

سورۂ آلِ عمران ۶/۱۴۱

۲۲- وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ بے حیائی کے کاموں کے پاس نہ جاؤ۔ سورۂ آلِ عمران ۶/۱۵۱

۲۳- لَا تَعْتَذِرُوا بہانے نہ کیا کرو

سورۂ آلِ عمران ۹/۹۴

۲۴- وَلَا تَعْتَدُوا کسی پر زیادتی نہ کرو۔

سورۂ بقر ۲/۱۹۰

ضروری

(ان میں سے ہر ایک آیت ایک ہفتہ تک تختۂ سیاہ پر لکھی رہنا چاہئے تاکہ بچے اسے بار بار دیکھتے رہیں اس طرح آیت بچے کے ذہن نشین ہو جائیگی)